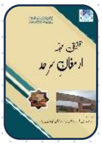

تحقیقی مجلہ ارمغانِ سرحد

pISSN: 3079-904X

eISSN: 3079-9058

(Research Journal: Armaghan-e-Sarhad) (Vol:2, Issue:1, 2025) جلد ۲، شمارہ ۱، جنوری تا جون ۲۰۲۵ء

شعبہ اردو، سرحد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور

Thematic and stylistic analysis of Khalid Javed's Novels

خالد جاوید کے ناولوں کا موضوعاتی اور اسلوبیاتی مطالعہ

فضل سبحان

دی قائد اعظم کالج زروبی (صوابی)

Fazal Subhan

The Quaid-e-Azam College (Sawabi)

Abstract:

Khalid Jawed is one of the prominent Urdu fiction writers of the twenty-first century.

His notable and thought-provoking novels from this period include Maut Ki Kitab (The Book of Death), Nemat Khana (The Feast), and Ek Khanjar Pani Mein (A Dagger in the Water). These novels have gained recognition for their literary style and the profound themes they encapsulate. A defining feature of Jawed's fiction is its exploration of the complexities of human life and the endurance with which individuals confront existential challenges.

His works delve into significant themes such as death, hatred, desire, suicide, grief and suffering, and domestic issues. Among these, death emerges as a central motif, which he addresses in a distinctive and unconventional manner, making it a recurring theme across his novels. Jawed presents these subjects through a unique, philosophically rich literary style, offering readers a deep and often unsettling engagement with the darker facets of human experience. this article may exhort the thought and critical approach of the reader.

Keywords: Fiction, Writer, Novels, Unconventiol, literary, Facts

خالد جاوید کے ناولوں کا موضوعاتی اور اسلوبیاتی مطالعہ

خالد جاوید کا شمار اُردو ادب کے جدید ناول نگاروں میں ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنے ناولوں میں انسانی زندگی کے حقائق کی عمدہ تصویر کشی کی ہے اُن کے ناولوں کے موضوعات انسانی زندگی کے متعلق ہے۔ ان کے ناولوں میں سیاسی، معاشی نفرت، حوس، خودکشی، دُکھ اور موت جیسے اہم موضوعات شامل ہیں۔ انسانی زندگی میں رونما ہونے والے واقعات حوادث المیے اور زندگی کے ٹوٹ پھوٹ ان کے ناولوں میں شامل ہیں۔ فکری حوالے سے ان کے ناولوں میں فکر کی گہرائی پائی جاتی ہے۔ فنی اعتبار سے مناظر کا بیان ہو یا ماحول کی عکاسی کردار نگاری

ہو یا واقعات نگاری یہ شعور ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ خالد جاوید کی کوئی چیز محض تصوراتی یا تخیلاتی حوالے سے سامنے نہیں لاتے بلکہ وہ زندگی کے ان گنت حقائق پیش کرتے ہیں۔ اسی چیز نے ان کی کہانیوں کو مقبولیت کی سند دی ہے۔

خالد جاوید کا ناول "موت کی کتاب" نام سے ظاہر ہے کہ اس میں موت جیسی اہم موضوع پر لکھا گیا ہے۔ اس ناول میں خالد جاوید نے موت، خودکشی، رنج والم، ذلت، گھریلو مسائل اور عورت کی محرومیوں کو بڑی وضاحت اور درد انگیز انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ انہوں نے سب سے بڑھ کر موت پر لکھا ہے اور انہوں نے اس ناول کے ذریعے اس حقیقت کو سامنے لانے کی کوشش کی ہے کہ یہ موت ایک تلخ حقیقت ہے ہمارے سامنے ایک بہت بڑی بھیانک چیز ہے۔ ہمیں اس کی ذائقے کو چکنا ہے۔

محمد نہال افروز اس ناول کے بارے میں لکھتے ہیں،

> "خالد جاوید نے ایک چھوٹے سے واقعے کو اتنا پھیلایا کہ اس نے ناول کی شکل اختیار کر دی انہوں نے سائنس کے میگزین میں ایک قصہ پڑھا تھا جس میں ایک واقعہ تھا کہ ایک بچے کی سر میں رحم مادر میں ہی چوٹ لگ جاتی ہے اسی واقعے کو خالد جاوید نے پڑھا اور ناول "موت کی کتاب" لکھی جنوری کی سرد اور تاریک راتوں کو قلم اٹھایا اور لکھنا شروع کر دیا اور چار گھنٹے لکھتے تھے اور وہ چالیس دن لگاتار لکھتے رہے۔ یعنی ناول "موت کی کتاب" ان کی ۱۶۰ گھنٹوں کی کہانی ہے جو اپریل ۲۰۰۱ء میں منظر عام پر آیا"(1)

اس ناول کے ذریعے دوسری اہم بات خالد جاوید نے اپنے قارئین کے سامنے رکھنے کی سعی کی ہے اور وہ بات یہ ہے کہ انسان پیدا ہوتے ہی موت اپنے ساتھ پیدا کرتا ہے ان کے نزدیک زندگی خود بھی بہت بڑی موت ہے۔ زندگی انسانی موت کی پہلی سیڑھی ہے جو جنم لیتے ہی انسان اپنی پہلی قدم موت کی سیڑھی پر رکھتا ہے۔ اور پھر مصائب کا سامنا کرتے کرتے موت کی گھاٹی میں چلا جاتا ہے۔ ناول کو خالد جاوید نے انیس(۱۹) اوراق میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے دس اوراق میں متکلم اپنی بچپن کے حالات، گھریلو مسائل اور ماں باپ کا تذکرہ کرتے ہیں۔ ان اوراق میں خالد جاوید نے ذلت، موت، خودکشی اور رنج والم پر قلم اٹھایا ہے۔ انہوں نے ناول کے ذریعے انسانی بے بسی اور ذلت کا تذکرہ بھی کیا ہے جس کی مثال ناول کا مرکزی کردار متکلم ہے، جو ذلت مارا انسان ہے اس کی ماں اس کے باپ کی جبر سے تنگ آچکی ہوتی ہے۔ اور گھر چھوڑ کر بھاگ جاتی ہے جس کا ذکر گیارہویں ورق میں متکلم کرتا ہے۔ جو خالد جاوید کی بے بسی کی مثال ہے۔ باقی اوراق میں خالد جاوید نے ایک ذلت مارا انسان کی زندگی جو ایک بوجھ بن گئی ہے کا تذکرہ ناول کے آخر تک کیا ہے۔ انہوں نے معاشرے میں پائے جانے والے خوار و ذلیل اور مردہ ضمیر کے شخص کے حوالے سے لکھا ہے۔

> "خودکشی میری ہمزاد میرا انوکھا اور نادر خیال ہے جسے میں نے خود دریافت کیا ہے میرے ساتھ ہر شخص کو اپنا ہمزاد دریافت کرنا چاہیے اور اسے اپنے بس میں کرلینا چاہیے۔ وہ میرے تابع ہے میں نے خودکشی کو اپنے پھٹے

ہوئے جوتے میں رکھ لیا ہے وقت پر میرا حکم بجالانے والے ایک آخری ہتھیار کی طرح میں اپنے ہمزاد کا آقا ہوں میرا جوتا ہی میرے ہم ذاد کا مسکن ہے"۔(2)

خودکشی خالد جاوید کے اس ناول میں پہلے ورق سے لے کر آخر تک چلی ارہی ہے۔خالد جاوید نے اس ناسور کو معاشرے سے ختم کرنے کی کوشش کی ہے اور انہوں نے قارئین کو خودکشی کے بجائے اس ناول کے ذریعے جواں مردی اور ہمت کی تلقین کی ہے۔

فنی اعتبار سے اس ناول میں خالد جاوید نے کہانی، پلاٹ منظر نگاری اور جزئیات نگاری سے خوب کام لیا ہے۔ ناول کی رُو سے ہمارے معاشرے میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جس کا اندر مرا ہوا ضمیر ہوتا ہے۔ جس کا رشتہ دنیا سے کاٹا ہوا ہوتا ہے۔خالد جاوید نے ایسے لوگوں کو جاگنے اور موت کی تیاری کرنے کے ساتھ ساتھ بزدلی جیسی لعنت سے بچنے کی بھی تلقین کی ہے۔

ناول "نعمت خانہ" خالد جاوید کا سب سے مشہور ناول ہے۔ اس ناول پر خالد جاوید کو JCB ایوارڈ سے بھی نوازا گیا ہے۔ اس ناول کی مقبولیت پوری دنیا پر سورج کی مانند چمکتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

اس حوالے سے آصفہ زینب لکھتی ہے،

"۲۰۲۲ء میں خالد جاوید کے ناول "نعمت خانہ" کو ہندوستان کے سب سے بڑے ایوارڈ J.C.B ایوارڈ سے نوازا گیا اس ایوارڈ کی مالیت پچیس لاکھ ہندوستانی روپے ہیں نوبل پرائز اور بوکر پرائز کے بعد J.C.B کو ادب کا بڑا ایوارڈ مانا جاتا ہے۔"(3)

اس ناول میں خالد جاوید نے ایک شخص کی زندگی بچپن سے بڑھاپے تک پیش کی ہے، جو اس کے ناول کا مرکزی کردار ہے۔ناول میں خالد جاوید نے انسانی حوس، نفرت، پیٹ سے پیدا ہونے والی خرابیاں، قتل خود غرضی، لاپرواہی اور موت جیسے موضوعات پر قلم اٹھایا ہے ۔اس ناول کا مرکزی کردار حفیظ الدین بابر عرف گڈو میاں ہے۔ جو درجہ بالا تمام خرابیوں کا جڑ ہے۔خالد جاوید نے ناول میں 'باورچی خانہ' کو نشانے پر لیا ہے کہ یہ گھر کی ایک مخدوم جگہ ہے۔ اس جگہ سے ساری خرابیاں انسان کے اندر پیدا ہوتی ہے۔ باورچی خانے میں طرح طرح کے کھانیں تیار کی جاتی ہے۔ اور پھر وہی کھانے انسانی پیٹ میں طرح طرح کے برے خیالات پیدا کرتی ہیں۔ جس پر وہ پوری طرح اترتا ہے۔ جس طرح خالد جاوید کا یہ کردار اسی باورچی خانے کی وجہ سے ایک نکما اور برا انسان بن جاتا ہے۔ خالد جاوید نے اس ناول میں ایسے خرابیاں بیان کی ہیں، جو ہماری حقیقت کی دنیا میں پائے جانے والی خرابیاں ہیں۔ گڈو میاں خود دار ہوتا ہے وہ دو دو قتل بھی کرتے ہے، وہ لڑکیوں سے عشق بھی کرتا ہے اور نفرت مارا انسان ہوتا ہے، حتی کہ وہ ایک لاپرواہ انسان بھی ہوتا ہے دنیا میں کوئی ایسی خرابی نہیں ہے جو اس کردار میں موجود نہ ہو۔ خالد جاوید نے معاشرے سے ایسے گناہوں اور خرابیوں کو دور کرنے کی کوشش کی ہے یہ خرابیاں ہمارے معاشرے میں ہر تیسرے شخص میں کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے۔ جو نہ صرف اس کے لیے نقصان دہ ہے بلکہ پورے معاشرے کے لیے وبال جان ہے۔

ناول کو خالد جاوید نے پانچ حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا حصہ 'ہوا' دوسرا حصہ 'شور' تیسرا حصہ 'نزلہ' چوتھا حصہ 'شور' اور پانچواں حصہ 'سناٹا' ہے۔

پہلے حصے (ہوا) میں خالد جاوید نے گڈو میاں کے گھر کا نقشہ کھینچا ہے دوسرا حصہ (شور) اس حصے میں خالد جاوید نے گڈو میاں کے بچپن کی زندگی کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ حصہ خالد جاوید کے ناول کا سب سے لمبا حصہ ہے اس حصے میں ان کے بچپن زندگی اور جوانی اور ساتھ ساتھ ان کی نکمی اور بزدلی کا تذکرہ بھی شامل ہے۔ اس حصے میں گھر میں رونما ہونے والے سارے واقعات، گھر میں لوگوں کا مرنا لوگوں کا الگ تھلک ہونا سارے واقعات اس حصے میں ذکر ہے۔ اس حصے میں گڈو میاں دو دو قتل بھی کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس حصے میں گڈو میاں کے کالج جانا اور وہاں پہ پڑھنا پھر ہاسٹل میں رہنا اور حتی کہ اخر میں اس کا وکیل بن جانا بھی اس حصہ میں ہے۔ متکلم کی شادی کا ہونا اور پھر دو بچوں کا باپ بن جانا یہ تمام واقعات اس حصے میں شامل ہے۔

باقی نزلہ، شور، سناٹا تینوں حصوں میں صرف ان کی پچھتانے اور ضمیر کے طعنے دینے کا تذکرہ ہے۔

ناول میں خون خرابہ بھی شامل ہے جو کہ آج کل ہمارے ہاں ایک معمول کی بات ہے اس ناول میں لاپرواہی ہے گڈو میاں ماموں کے خرچے پر وکیل بن کر اس کے جنازے تک نہیں پڑھتے یہاں خالد جاوید نے ایک لاپرواہ انسان کے طور پر یہ کردار پیش کیا ہے کہ انسان کو اپنوں کے احسانات پس پشت نہیں پھینکنا چاہیے۔ اس کے علاوہ ان کی سب سے بڑی موضوع نفرت ہے جو باقی ساری خرابیاں اسی نفرت سے پھیلتی ہے۔ خالد جاوید نے اس ناول کے ذریعے پیغام دیا ہے کہ نفرت سے گریز کر کے محبت کی رسی تھاموں نفرت سے معاشرے میں بہت بڑا انتشار پیدا ہوتا ہے۔ بدقسمتی سے آج ہمارے معاشرے کا بڑا المیہ نفرت ہے ہر گھر محلے سے نفرت کی بو آرہی ہے۔ خالد جاوید کے اس موضوع پر کام کرنا قابل ستائش ہے۔ مرکزی کردار شروع سے آخر تک اسی آگ میں جلتا رہتا ہے اور اس کی خرابیاں آخر تک رہتی ہے۔ آخر میں اسے پچھتاوا ہوتا ہے جو فضول ہے۔ اسے پھر اپنے بچے بھی نفرت کرنے لگ جاتے ہیں۔

فنی اعتبار سے خالد جاوید کی سب سے مہارت والا کام ناول کی جزئیات نگاری ہے۔ اس ناول میں انہوں نے قابل تعریف جزئیات نگاری سے کام لیا ہے۔ مکالمہ نگاری بھی اس ناول کی اچھی خاصی ہے اس ناول کا پلاٹ مربوط پلاٹ ہے۔ اس میں مرکزی کردار اور کہانی کا ربط زیادہ ہے۔

> "میں ایک بھیانک بے چینی اور گھبراہٹ سے دوچار ہوتا ہوں، پہلے دل پر ایک انچ سی اتی محسوس ہوتی ہے۔ بائیں کندھے پر ایک افسردہ سی تپش کا احساس ہوتا ہے۔ پھر سب سے پہلے پاؤں ٹھنڈے ہونے لگتے ہیں، میں برف پر چلنے لگتا ہوں۔ اس کے بعد ہاتھ سن ہوتے ہیں، میرا دل اور میرے ہاتھ پیر ایک پراسرار کپکپی کی زد میں اجاتے ہیں۔ میں خود کو ہڈیوں اور گوشت کا نہیں بلکہ برف کا بنا ہوا ادمی تصور کرتا ہوں محض ایک واہمہ ایک مفروضہ۔"(4)

خالد جاوید نے اس ناول کے پلاٹ پر کمال کر کے قاری کی جستجو دوبالا کی ہے۔ اس کے علاوہ ناول میں منظر نگاری، اسلوب، زباں وبیاں کو خوب اپنے ناولوں میں برتا گیا ہے۔

ناول "ایک خنجر پانی میں" خالد جاوید کا تیسرا ناول ہے۔ اس ناول میں انہوں نے پانی، وبا، دل سوزی، بے حسی نفرت، افراتفری اور موت جیسی اہم موضوعات پر لکھا ہے۔ اس ناول کی سب سے بڑی خوبی پانی جیسی اہم موضوع ہے۔ "پانی ایک عظیم نعمت ہے"۔

> "اتنی بات تو ہر کوئی جانتا ہے کہ زندگی کی شروعات پانی سے ہوئی ہے۔ چار سو سال قبل مسیح یونان کے مشہور فلسفی تھیلس نے تو پانی کو ہی حقیقت مطلق قرار دے دیا تھا مگر زندگی کے ساتھ ساتھ پانی موت اور پناہ کی بھی علامت ہے زمین پر پانی کے مقابلے خشکی کا حصہ صرف ایک تہائی ہی ہے انسانی جسم کا ستر فیصد حصہ پانی ہی ہے۔"(5)

اس مقولے کو خالد جاوید نے اس ناول کے ذریعے قارئین کو دلائل کے ساتھ واضح کر کے منایا گیا ہے۔ ناول میں کوئی ابواب بندی یا ترتیب نہیں دیا گیا ہے بس پانی کی قلت اور وبا کی پھیلنے سے اموات اور افراتفری کے بارے میں خالد جاوید نے کہانیاں تحریر کی ہے۔ ناول میں ایک شہر ہوتا ہے۔ جس میں گندا پانی کی وجہ سے ایک خطرناک وبا پھیل جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے لوگوں کو صاف پانی سے بھی محروم رکھا جاتا ہے۔ لوگ وبا سے کم اور پانی کی قلت سے زیادہ مرتے تھے، خالد جاوید نے پانی اور وبا پر بہت خوب قلم اٹھایا ہے۔ اس ناول میں کووڈ19 کی بھی عکاسی ہے۔ ناول کو پڑھتے وقت قاری کے سامنے کروناوائرس کی جھلک سامنے آجاتی ہے، یوں لگتا ہے کہ خالد جاوید نے یہ ناول کروناوائرس پر لکھا ہے۔ اس ناول میں خالد جاوید نے وبا سے متعلق بھی بیان کیا ہے۔ غالبًا تمام کروناوائرس سے ملتی جلتی باتیں انہوں نے تحریر کی ہیں۔ ناول میں خالد جاوید نے شہر میں واقع گھروں کا نقشہ کھینچا ہے۔ جو کئی الگ الگ کہانیوں پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ خالد جاوید نے اس ناول میں عہد داران کی غفلت اور لاپرواہی پر بھی قلم اٹھایا ہے، شہر میں وبا ان کی غفلت کی وجہ سے پھیل جاتی ہے، سب سے بڑھ کر انہوں نے سیاست دانوں کو نشانے پر لیا ہے شہر میں لوگ مرغیوں کی طرح تڑپ تڑپ کر پانی کی قلت کی وجہ سے مر رہے ہوتے ہیں اور وہاں کی سیاستدان اور عہد داران صبح میٹنگ کے لیے اے سی رومز میں جمع ہو کے بیٹھ جاتے ہیں اور شام کو بغیر کسی حل ڈھونڈنے واپس اپنے اپنے گھروں لوٹ جاتے ہیں۔

> "لائف اپارٹمنٹس کے زندہ مگر پیاسے مکینوں نے اپنے پالتو جانوروں کو مار ڈالنا شروع کر دیا انہوں نے پنجروں سے نکال نکال کر بے دردی کے ساتھ اپنے طوطوں کی گردنیں مڑوا ڈالی ہے جو ہر وقت پانی مانگنے کے لیے ٹائے ٹائے کرتے رہتے ہیں انہوں نے اپنی پالتو بلیوں کے گلوں میں رسی کا پندہ ڈال کر انہیں ختم کر دیا ہے جو وقت میو میو کرتے ہوئے انسانوں کے گود میں گھس جاتی تھی۔ انسان جانور کو جس طرح دیکھتا ہے جانور اس طرح نہیں دیکھ سکتا کتے اور بلی کے پاس وہ انکھیں نہیں ہیں جو کسی شے کا مجموعی طور پر اس کی مکمل سالمیت میں دیکھ سکیں۔ وہ انسانوں کو صرف الگ الگ حصوں میں دیکھ سکتے ہیں۔ جب کتا کاٹنے کے لیے ادمی کی ٹانگ پکڑتا ہے تو وہ اس کو اس ادمی کا چہرہ نہیں دیکھ سکتا مگر جب وہ اپ کے چہرے کی طرف دیکھتا ہے تو اسے اپ کا باقی جسم نظر نہیں اتا۔ وہ انسانی جسم کے بو سے ہی اپنی وفاداری کا ثبوت دیتا ہے۔ انسانی جسم کے مکمل ادراک کے ذریعے نہیں۔ یہ آنکھیں تو

بس انسان کو ہی بخشی گئی ہے جو اشیاء کو ان کی سالمیت میں ایک ساتھ دیکھنے پر قادر ہے۔"(6)

پانی کی قلت اور وبا نے اتنی خطرناک صورت اختیار کر چکی تھی کہ مرنے والے کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا تھا پریشانی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی ایک معذور لڑکی کا بھی تذکرہ ہے جو پیاس ہے نہ ڈال بیٹھی تھی اس کے علاوہ ایک شادی شدہ جوڑے کا بھی اس ناول میں تذکرہ ہے ان کی شادی ہوئی بس ایک ماں ہو چکی تھی وہ ہنی مون پر جانا چاہتے تھے مگر وبا کی وجہ سے اس شہر کو نہ کوئی اسکتا تھا اور نہ کوئی باہر جا سکتا تھا اس دلدل میں وہ بھی پھنس گئے تھے۔

خالد جاوید نے ان کی بے بسی کی مثالیں پیش کی ہے وہ عملی کام کرنے کے بجائے ایک دوسرے پر کسنے لگے ہیں۔ ایک دوسرے کو گالیاں دینے لگے ہیں کہ یہ کام فلاں کا تھا اور یہ کام فلاں کا تھا اگر ہم بغور معائنہ کریں تو اج یہ حالت ہمارے سیاست دانوں کا بھی ہے مرتے ہیں تو اپ لوگ لیکن جب جیب بھرنے کا وقت اجاتا ہے تو جیب بھرتے ہیں ان سیاستدانوں کی۔ ایک یہ لوگ ہوتے ہیں کہ اقتدار کے لیے سب کچھ کرتے ہیں، گلی گلی گھومتے پھرتے ہیں۔ لیکن جب اقتدار اور کرسی کا وقت چلا جاتا ہے اور عوام مشکل میں پھنس جاتے ہیں تو یہ سیاستدان ان سے دور دور بھاگ جاتے ہیں۔ ناول میں دل سوزی ہے نوجوان لڑکے، لڑکی، بوڑھے آدمی اور شاعر کا پانی کی وجہ سے مرنے کی حالت کا منظر بہت دل سوز ہوتا ہے۔ پانی کی قلت کی وجہ سے تڑپتا ہوا لڑکا اپنی بے بسی کی وجہ سے کی ماں کی طرف مخاطب ہو کر کہتا ہے،

"امی ناراض مت ہو۔ اب نہیں کروں گا خون کی الٹی کبھی نہیں کروں گا میری اچھی امی لڑکے کو اس وقت ہلکا بخار نہیں بلکہ تیز بخار ہے۔ سارا بدن تپ رہا ہے اور چہرہ نہ تو لال ہے نہ پیلا۔ چہرہ کالا پڑ گیا اس کی کمی سے پسینے اور خون کی بھاپ اُٹھ رہی ہے۔ عورت فرش سے اٹھتی ہے اور زور زور سے روتے ہوئے لڑکے کو چمٹا لیتی ہے۔(7)(13)

فنی اعتبار سے ناول کی صف سے بڑی خوبی کہانی اور مکالمہ نگاری ہے۔ جو خالد جاوید نے بہت کمال کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اس ناول کا پلاٹ مربوط ہے۔ قاری کی توجہ پوری ناول پر آخر تک رہتی ہے۔ تجسس، اسلوب، منظر نگاری اور جزئیات نگاری اس ناول کی قابل دید مثالیں ہیں۔ ایک کامیاب ناول نگار کی سب سے بڑی خوبی یہ ہوتی ہے کہ وہ ایسا اسلوب اور طرز نگارش اختیار کرے جس سے وہ اپنے قارئین کے دل مہوہ لے اور ان کے دل اسیر اور پاؤں کی زنجیر ہو جائیں۔ خالد جاوید ایک کامیاب تخلیق کار ہے جس کے ناولوں میں یہ سب لوازمات موجود ہیں وہ ایک صاحب اسلوب ناول نگار ہے۔ ان کا لکھا ہوا تحریر ان کا اپنا تحریر اور اپنا سوچ ہے، انہوں نے مقامی الفاظ اور تراکیب روزمرہ محاورات ضرب الامثال، تشبیہات و استعارات کا استعمال کیا ہے۔ زبا و بیاں پر ان کا گرفت مضبوط ہے انہوں نے نہ صرف اردو زبان کے الفاظ استعمال کیے ہیں بلکہ انگریزی الفاظ کا بھی سہارا لیا ہے۔ جس سے ذخیرہ الفاظ میں اضافہ ہوا ہے ان کے ناولوں میں موجودہ دور کی عکاسی ہے۔ ان کے پاس مقامی الفاظ کا ایک خزانہ موجود ہے ان کے ناول میں منظر نگاری کی ایک منفرد حیثیت ہے۔ ان کے بارے میں عتیق اللہ لکھتے ہیں۔

"خالد جاوید کی کہانی اب اتنی نئی بھی نہیں رہی پرانے موسم کے بعد یعنی دانت کا درجے سی کہانی کے بعد ان کی بیانیہ کی تنظیم میں جن نئی سطحوں اور دریافتوں سے سابقہ پڑا تھا۔ وہ سلسلہ ٹیڑھی میڑھی شکل میں اب بھی جاری ہے وہ

کبھی تکنیکی انتشار کے قاریانہ تجربے کو کسی باطنی وحدت کے بھرم سے مربوط کرنے کی کوشش بھی نہیں کرتے کہ بیانیہ کا ایک اہم تقاضہ اس کی نامیاتی روح کے ساتھ مشروط ہوتا ہے۔ جو توقع کو رد کرتا اور نئی توقعات کے بھرم بھی قائم کرتا ہے۔"(8)

خالد جاوید ایک صاحب اسلوب ادیب ہے۔ ان کے اسلوب کے خصوصیات میں سے موضوعات کا تنوع، گہرا مشاہدہ اور باریک بینی نمایا ہے۔ انہوں نے جن موضوعات پر قلم اٹھایا انصاف کے ساتھ اٹھایا ہے۔ اچھے ناول کے لیے کچھ عوامل کارفرما ہوتے ہیں ان میں سے اسلوب سرفہرست ہوتا ہے۔ ان کا اسلوب جاندار اور چست ہے۔ تو قاری اس میں دلچسپی لیتا ہے اور اس کی معیار پر پورا اترتا ہے۔ ان کے ناولوں میں جان ہے۔ وہ موضوع اور موقع کے مناسبت سے برمحل تشبیہات اور استعارات کا استعمال کر کے اسلوب کا حسن دوبالا کرتا ہے۔ خالد جاوید کے اسلوب کے بارے میں محمد نہال افروز لکھتے ہیں

"خالد جاوید کی کہانیوں کا ایک بنیادی وصف ان کا اسلوب ہے۔ ان کی فطری اور سادہ اسلوب نے کہانی کی تفہیم میں شکن پیدا نہیں ہونے دیتا ہے۔ بلکہ ان کے اسلوب میں ایک طرح کی معنویت اور دلچسپی نظر آتی ہے۔ ان کی نظر بڑی موثر اور طاقتور ہے ان کے زبان میں جو جادو اور ماجرہ سازی ہیں دونوں اپنی مثال آپ ہیں۔ گویا ان کے اسلوب میں لچک ہے اور وہ موقع محل کے لحاظ سے اسے تبدیل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔"(9)

خالد جاوید کے ہاں اگرچہ مکالمہ نگاری کا کام بہت کم ہے لیکن کردار اور مکالمہ نگار کی کمی کے باوجود بھی انہوں نے اسلوب کے فن پر کمال کر کے دکھایا ہے۔

خالد جاوید کے ناول 'موت کی کتاب' اور 'ایک خنجر پانی میں' اظہار کا بیانیہ انداز اپنایا ہے بیانیہ میں معیاری زبان کا استعمال ہوتا ہے اس میں روزمرہ اور زبان کے عام طور پر وہ ناول خوبصورت سمجھا جاتا ہے جس میں واقعاتی تنظیم کے ساتھ ساتھ زبان کی باریکیوں اور نزاکتوں، ترکیب کی چستی اور لسانی ندرتوں کا خیال رکھا گیا ہے تمام عوامل پر پورا اتر کر ان کے ناولوں میں تمام خصوصیات موجود ہیں۔ انہیں اپنے قلم کو اپنے قابو میں رکھتے ہوئے واقعات کو بڑی چابک دستی سے اگے بڑھایا ہے۔

"موت کی کتاب" کی تکنیک داخلی کلامی پر مبنی ہے داخلی کلامی ماضی کے سرگرم یاداشتیں ہوتی ہیں۔ تلخ ہو یا شیری خالد جاوید کے ناولوں میں داخلیت پر مبنی متکلم کی طرح اور ذلت امیز ماضی ہے۔ خالد جاوید کا پہلا ناول موت کی کتاب موت یا خودکشی باہر "نکلو اس ذلیل جسم سے باہر نکلو" متکلم کے یہ الفاظ خالد جاوید کے اسلوب اور الفاظ کے برمحل استعمال کی بہترین مثالیں ہیں۔ انھوں نے روایتی انداز میں ایک عام انسان کی زبانی سے اس کی زندگی کی تلخ لمحات کی عکاسی کی گئی ہے۔ خالد جاوید کی کردار نگاری دیگر ناول نگاروں سے الگ ہے وہ ایسے کرداروں پر رحم نہیں کرتے جو حقیقت ہو اور معاشرے کی بھلائی ہو ان سے وہی بیان کرتے ہیں ان کے کردار عام انسان ہوتے ہیں ۔ خالد جاوید کے ناولوں میں زندگی کی اصل عکاسی اور معاشرے میں پائے جانے والی خرابیوں کی تصویر کشی ملتی ہے، جو قابل تعریف اور قابل ستائش ہے۔ وہ حقیقی ترجمانی کرتا ہے موت ان کی اہم موضوع ہے، جس پر انھوں نے تینوں ناول لکھیں ہیں۔ انہوں نے اپنے

مشہور ناول "نعمت خانہ" کے دیباچے میں لکھا ہے کہ "یہ میری موت کی تیسری کتاب ہے۔" خالد جاوید موت کی اصل حقیقت جانچنے کی جستجو میں ہے۔ وہ زندگی کو بغور دیکھتے ہوئے اس میں رونما ہونے والے مشکل حالات اور اس کا مقابلہ کرنا یہ سب جان کر زندگی کو بھی موت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

حوالہ جات

1۔ نہال افروز، محمد، "خالد جاوید: شخصیت اور فن" روشان پرنٹرز، دہلی، 2017ص،81
2۔ خالد جاوید، ڈاکٹر، "موت کی کتاب" سٹی بک پوائنٹ کراچی، 2021ء، ص127،126
3۔ آصفہ زینب، "عشق مجھ کو نہیں"، ص6
4۔ خالد جاوید، ڈاکٹر، موت کی کتاب، ص،28
5۔ ایضاً، ص،59
6۔ ایضاً، ص،58
7۔ خالد جاوید، ڈاکٹر، "ایک خنجر پانی میں" سٹی بک پوائنٹ کراچی، 2021ء، ص78،77
8۔ عتیق اللہ، موت یا زندگی کی کتاب، مشمولہ، ماہنامہ چارسو، راولپنڈی: (جلد32، شمارہ: نومبر، دسمبر 2023ء)، ص22
9۔ افروز نہال، محمد، "خالد جاوید شخصیت اور فن"، ص176

REFERENCES

1. Nihal Afroz, Muhammad, "Khalid Javed: Shakhsiyat aur Fan, Roshan Printers, Delhi, 2017, pg. 81
2. Khalid Javed, Dr., "Maut Ki Kitab", City Book Point, Karachi, 2021, pg. 126-127
3. Asifa Zainab, "Ishq Mujh Ko Nahi", pg. 6
4. Khalid Javed, Dr., "Maut Ki Kitab", pg. 28
5. Ibid., pg. 59
6. Ibid., pg. 58
7. Khalid Javed, Dr., "Ek Khanjar Pani Mein, City Book Point, Karachi, 2021, pg. 77-78
8. Ateequllah, "Maut Ya Zindagi Ki Kitab", in Monthly Charsu, Rawalpindi (Vol. 32, Issue: November-December 2023), pg. 22
9. Afroz Nihal, Muhammad, "Khalid Javed Shakhsiyat aur Fan", pg.176